از عدالتِ عظمیٰ

میسرز ڈوڈسل پرائیویٹ لمیٹڈ

بنام

دہلی الیکٹرک سپلائی انڈرٹیکنگ آف دی میونسپل کارپوریشن آف دہلی

تاریخ فیصلہ: 14 فروری، 1996

[بی ایل ہنسریا اور کے وینکٹا سوامی، جسٹس صاحبان]

ثالثی اور مصالحتی آرڈیننس 1996۔

دفعات 4، 7 (2) - دہلی الیکٹرک سپلائی انڈرٹیکنگ (DESU) اور ایک صارف کے درمیان معاہدہ-ثالثی قرارداد-ثالثوں کی تقرری-DESU کی طرف سے اٹھائے گئے دائرہ اختیار کا سوال-عدالت عالیہ نے قرار دیا کہ معاہدہ کالعدم ہے کیونکہ دہلی میونسپل کارپوریشن ایکٹ کی دفعات 201 اور 203، بہ شمول ضمنی قانون 3(1)(a)، کی خلاف ورزی کی گئی تھی-اپیل پر قرار پایا کہ، آئینی بنچ کے فیصلے کے معاملے کے پیش نظر ایک اور پانچ ججوں کی بنچ کو بھیجا گیا، کیونکہ ویورلی جوٹ ملز مقدمے میں آئینی بنچ کے سامنے کچھ سوالات نہیں اٹھائے گئے تھے-دہلی میونسپل کارپوریشن ایکٹ-دفعات 201,203۔

ویورلی جوٹ ملز کمپنی لمیٹڈ بنام ریمن اینڈ کمپنی (انڈیا) پرائیویٹ لمیٹڈ، اے آئی آر (1963) ایس سی 90 اور کرشن لال بنام ریاست جموں و کشمیر، [1994] 4 ایس سی سی 422 کا حوالہ دیا گیا۔

رج بنام بالڈون، (1964) اے سی 40 اور انیسمینک لمیٹڈ بنام فارن کمپینسیشن کمیشن، (1969) 2 اے سی 147 کا حوالہ دیا گیا۔

'ایڈمنسٹریٹو لا' بذریعہ ویڈ اینڈ فورسیتھ، 7 ویں ایڈیشن کے صفحات 339 سے 344، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.02.11 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 2372-74، سال 1987۔

ایف اے او (O. S.) نمبری 50-52، سال 1979 میں دہلی عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم کی تاریخ 16.2.83 سے۔

اپیل گزاروں کے لیے گگرٹ اینڈ کمپنی کے لیے راجیو تیاگی۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

مدعاعلیہ (دہلی الیکٹرک سپلائی انڈرٹیکنگ) کے بالکل غیر مساوی موقف نے ہمیں قانون کے کچھ بنیادی سوالات کا جائزہ لینے پر مجبور کیا ہے۔ ہم نے اس مشاہدے کے ساتھ آغاز کیا ہے کیونکہ مدعاعلیہ نے اپیل کنندہ کے حق میں کیے گئے ثالثوں کے فیصلے کو اس بنیاد پر چیلنج کیا ہے کہ قرارداد، جس میں ثالث کا قرارداد ہے، کالعدم ہے، جس کی وجہ سے تنازعہ کو ثالثی کے حوالے کرنے کا کوئی قرارداد نہیں ہے۔ اور اس لیے ثالثوں کو متنازعہ ایوارڈ منظور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔ اس طرح کا موقف مدعاعلیہ کے چہرے پر اڑتا ہے کیونکہ دو ثالثوں میں سے ایک، یعنی شری کے ایل وج، کو خود مدعاعلیہ نے مقرر کیا تھا۔ لیکن جیسے ہی یہ ایوارڈ بالآخر اپیل کنندہ کے حق میں گیا، اس نے دائرہ اختیار کا سوال اٹھایا۔ ہمارے ذہن میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس طرح کا موقف غیر مساوی ہے، درحقیقت انتہائی غیر مساوی ہے۔ تاہم سوال یہ ہے کہ کیا قانون اس طرح کے سوال کو اٹھانے کی اجازت دیتا ہے۔

2. عدالت عالیہ نے اس دلیل کو قبول کر لیا کہ معاہدہ کالعدم تھا کیونکہ دہلی میونسپل کارپوریشن ایکٹ دفعات 201 اور 203 کی خلاف ورزی کی گئی تھی جسے ضمنی قانون 3(1)(a) کے ساتھ پڑھا گیا تھا۔ مدعاعلیہ کی طرف سے پیش ہوئے ڈاکٹر سنگھوی نے زور دیا ہے کہ قرارداد کالعدم ہونے کے ساتھ ساتھ قرارداد میں موجود ثالثی قرارداد گر گیا، جس کی وجہ سے ثالثوں کو زیر بحث ایوارڈ پاس کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا۔

3. مزید یہ پیش کیا جاتا ہے کہ کارروائی میں مدعاعلیہان کی اس طرح کی پیشی، یعنی اس کی قبولیت، اس عدالت کے آئینی بنچ کی طرف سے ویورلی جوٹ ملز کمپنی لمیٹڈ بنام ریمن اینڈ کمپنی (انڈیا) پرائیویٹ لمیٹڈ میں جو فیصلہ دیا گیا ہے اس کے پیش نظر صورتحال کو تبدیل نہیں کرے گی۔ لمیٹڈ، اے آئی آر (1963) ایس سی 90، پیراگراف 21 میں جس میں یہ کہا گیا تھا کہ "ثالث کے

Ilyas Ahmed Pandit
2025.02.11 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

لیے قرارداد وہ بنیاد ہے جس کی ثالثی کا دائرہ اختیار قائم ہے، اور جہاں وہ موجود نہیں ہے، اس وقت جب وہ اپنے فرائض انجام دے رہے ہوں، کارروائی کو مکمل طور پر دائرہ اختیار کے بغیر ہونا چاہیے۔ اور یہ نقص ان کارروائیوں میں فریقین کی موجودگی سے ٹھیک نہیں ہوتا ہے چاہے وہ احتجاج کے بغیر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ یہ اچھی طرح طے شدہ ہے کہ رضامندی دائرہ اختیار نہیں دے سکتی۔
"

4. مذکورہ بالا موقف قانون کے درج ذیل بنیادی سوالات کو سامنے لاتا ہے:

(1) آیا موجودہ معاملہ کالعدم معاہدہ تھا یا قابل تنسیخ معاہدہ؟

(2) آیا ایک لازمی توضیع کو بالکل بھی ہٹایا نہیں جاسکتا؟

5. جیسا کہ ہم اس معاملے کو آئینی بنچ کو بھیجنے کی تجویز کر رہے ہیں، ہم سوالات کو وسعت نہیں دے سکتے، سوائے اس کے کہ ویڈ اور فورسیتھ (7 ویں ایڈیشن کے صفحات 339 سے 344 تک) کے 'انتظامی قانون' کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ رج بنام بالڈون، (1964) اے سی 40 میں، ایوان بالا کے کچھ اختلاف رائے رکھنے والے ججوں نے تجویز کیا کہ اختیار سے باہر کارروائی بھی محض قابلِ فسخ ہو سکتی ہے۔ انیسمینک لمیٹڈ بنام فارن کمپینسیشن کمیشن، (1969) 2اے سی 147 میں جو کچھ قرار پایا گیا تھا اس کا بھی حوالہ دیا گیا ہے، جس میں اس سوال سے نمٹا گیا ہے کہ آیا اس میں منسوخی ڈگریاں ہیں یا نہیں۔ جہاں تک ایک لازمی توضیع کو ہٹانے کا تعلق ہے، ہم کرشن لال بنام ریاست جموں وکشمیر، [1994] 4ایس سی سی 422 میں اس عدالت کے حالیہ فیصلے کا حوالہ دے سکتے ہیں، جس میں اس پہلو کو پیراگراف 16 سے 25 میں نمٹا گیا ہے۔ اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ یہاں تک کہ ایک لازمی توضیع کو بھی ہٹایا جا سکتا ہے، اگر توضیع متعلقہ شخص کے فائدے کے لیے ہو، جیسا کہ "ایک اہم مقصد" کو پورا کرنے والے سے ممتاز ہے، ایسی صورت میں کوئی چھوٹ نہیں ہو گی۔

6. اس سلسلے میں ہم ثالثی اور مصالحتی آرڈیننس، 1996 کے دفعہ 4 میں موجود توضیع کا بھی حوالہ دے سکتے ہیں، جو "اعتراض کے حق کو ہٹانا" کے موضوع پر ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ایک فریق جو (a) اس حصے کی کوئی توضیع جس سے فریقین دستبردار ہو سکتے ہیں، یا (b) ثالثی قرارداد کے تحت کسی بھی تقاضے کی تعمیل نہیں کی گئی ہے اور پھر بھی بغیر کسی بلاجواز تاخیر کے اس طرح کی عدم

Ilyas Ahmed Pandit
2025.02.11 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

تعمیل پر اپنا اعتراض بتائے بغیر ثالثی کے ساتھ آگے بڑھتا ہے، سمجھا جائے گا کہ اس نے اس طرح کے اعتراض کے اپنے حق کو ختم کر دیا ہے۔

7. موجودہ معاملے میں ایک اور قانونی پہلو بھی شامل ہے۔ایک ہی بات یہ ہے کہ آیا ثالثی کے قرارداد کو قرارداد میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ مدعاعلیہ نے خود تحریری طور پر ثالثوں میں سے ایک کو مقرر کیا ہے، ایک قابل جانچ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس ایکٹ کو معاملہ ثالثی کے حوالے کرنے کے لیے ایک مضمر قرارداد نہیں کہا جا سکتا۔ اس بات کی نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ 7(2) ایک علیحدہ قرارداد کو بھی تسلیم کرتی ہے۔

8. اگرچہ ویورلی جوٹ ملز کے معاملے میں مذکورہ سوالات کا جائزہ نہیں لیا گیا تھا اور ہمارے لیے یہ کھلا ہوتا کہ ہم خود اس کا فیصلہ کریں، لیکن ہم ایسا کرنے کی تجویز نہیں کرتے، ایسا نہ ہو کہ یہ خیال کیا جائے کہ ہم کسی بڑے بنچ کے ذریعے فیصلے کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اس کے بجائے، ہم چاہتے ہیں کہ 5 ججوں پر مشتمل بنچ ویورلی اس طرح کے بنچ کی طرف سے پیش کیا گیا فیصلہ کرے کہ آیا ہماری طرف سے مذکورہ قانونی پہلوؤں کے تناظر میں، مدعاعلیہ جیسے شخص کے لیے ثالث کے دائرہ اختیار کی کمی کا سوال اٹھانا کھلا ہے اور اس طرح دوسری طرف کو ایک طویل جدوجہد اور جیتے گئے معرکے کے ثمرات (دوسری طرف) سے محروم کر دینا، جس میں وقت، پیسہ اور توانائی کا بھاری خرچ شامل تھا، اور اس طرح جانچ کو بھی سنگین نقصان پہنچاتا ہے، جو کہ فریقین کے درمیان رائے شماری کا فیصلہ کرتے وقت عدالتوں کو ذہن میں رکھنا بھی اتنا ہی اہم پہلو ہے۔

9. رجسٹری کو لوازمات کے لیے بھارت کے معزز چیف جسٹس کے سامنے کاغذات رکھنے دیں۔

اپیلوں کو نمٹادیا گیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2025.02.11 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document